حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امام حسنؓ کو روضۂ رسول میں دفنانے نہ دیا۔ اور ان کی لاش پر تیر پھینکے تھے،

امام حسن رضی اللہ عنہ کا جب وقت وصال قریب آیا۔ تو انہوں نے اپنے خورد بھائی حضرت، امام حسین رضی اللہ عنہ کو بلایا اور وصیت فرمائی۔ کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ میں دفن کیا جائے اور اگر میری اس وصیت پر عمل کرنے میں لوگ رکاوٹ ڈالیں۔ تو پھر جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ اس وصیت کے بعد جب امام حسن رضی اللہ عنہ کا وصال ہو گیا تو بنو امیہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو کہا۔ کہ حسن (رضی اللہ عنہ) کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ میں دفن نہ کرنے دیا جائے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کی بات مان لی اور گدھے پر سوار ہو کر آ گئیں اور امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ پر تیر پھینکے۔

(منتہی الاعمال جلد اول ص ۲۷۴-۲۷۵

در بیان وصیت نامہ امام حسن)

مندرجہ بالا مضمون سے معلوم ہوا کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو چونکہ اہل بیت سے انتہائی دشمنی تھی جس کی بنا پر انہوں نے بنی امیہ کے کہنے پر امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول میں دفن کرنے کی اجازت دینے کے بجائے ان کی نعش پر تیر پھینکے۔

جواب:۔ اعتراض اور طعن کرنے والوں کی ہمیشہ سے یہ عادت رہی ہے

اپنے مقصد کی عبارت ڈھونڈ کر مخالف پر اعتراض دے مارا۔ نہ اس کے سیاق سباق کو دیکھا اور نہ واقعات کی صحیح ترجمانی کی۔ یہی کچھ اس اعتراض اور طعن میں کیا گیا۔ مذکورہ واقعہ کی تفصیل یوں ہے۔

بنی امیہ کو اس بات کا شدید صدمہ تھا۔ کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے شہید کرنے کے بعد ان کی نعش کو تو جنت البقیع میں بھی نہ دفنایا گیا۔ بلکہ باغیوں کی شرارت کی وجہ سے جنت البقیع سے باہر دفن ہوئے۔ جب امام حسن وصال فرماتے ہیں تو انھوں نے اس بات پر بھی اصرار کیا کہ امام حسن رضی کو روضۂ رسول میں ہرگز دفن نہ کیا جائے اور یہ حقیقت ہے کہ بنی امیہ اس وقت برسر اقتدار تھے۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کو اس بات کے کچھ اشارات معلوم تھے۔ کہ بنی امیہ مجھے روضۂ رسول میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ اسی لیے آپ نے وصیت فرمائی۔ کہ مجھے وہیں دفنایا جائے اور اگر کوئی مزاحمت ہو یا مخالفت ہو۔ تو پھر ضد کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ خون خرابہ نہ ہونے پائے۔ اور مجھے اپنی والدہ کے پہلو میں جنت البقیع کے اندر دفن کر دینا۔

واقعات بتلاتے ہیں کہ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جسدِ خاکی کو روضۂ رسول میں دفنانے کی بنی ہاشم تیاری کر رہے تھے تو مروان آیا اور اس موضوع پر بات چیت میں تلخی پیدا ہو گئی اور معاملہ مار کٹائی تک پہنچتا نظر آیا۔ اس دوران حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور دونوں فریقوں میں صلح کرا دی۔ اس کے بعد حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بنو ہاشم کو فرمایا کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کی وصیت کے دوسرے حصہ کے مطابق ان کی والدہ ماجدہ کے قریب جنت البقیع میں دفن کر دیا جائے۔

آپ نے واقعہ کی حقیقت پڑھی۔ اس میں کہیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے

منع کرنے اور روضہ رسول میں دفنانے سے انکار کرنے کا کہیں نام و نشان بھی نہیں ملتا۔ بلکہ اس کے برعکس ام المومنین رضی اللہ عنہ نے تو روضہ رسول میں دفنانے کی اجازت دے دی تھی مگر بنوامیہ کی مخالفت کی وجہ سے امام حسن رضی اللہ عنہ روضہ رسول میں دفن نہ ہو سکے۔ اس میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا کیا قصور تھا جس پر ان کے خلاف آواز اٹھائی جا رہی ہے۔

مذکورہ حقیقت پر دونوں فریق (شیعہ، سُنی) کی عبارات

۱۔ جنازہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق اہل سنت کی عبارات

الکامل فی التاریخ۔

فَاسْتَاذَنَ الْحُسَيْنُ عَائِشَةَ فَاَذِنَتْ لَهُ
فَلَمَّا تُوُفِّيَ اَرَادُوا دَفْنَهُ عِنْدَ النَّبِيِّ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَعْرِضْ
اِلَيْهِمْ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ وَهُوَ الْاَمِيْرُ
فَقَامَ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ وَجَمَعَ بَنِيْ اُمَيَّةَ
وَشِيْعَتَهُمْ وَمَنَعَ عَنْ ذٰلِكَ فَاَرَادَ
الْحُسَيْنُ الْاِمْتِنَاعَ فَقِيْلَ لَهُ اِنَّ اَخَاكَ
قَالَ اِذَا خِفْتُمُ الْفِتْنَةَ فَفِيْ مَقَابِرِ
الْمُسْلِمِيْنَ وَهٰذِهِ فِتْنَةٌ فَسَكَتَ
وَصَلّٰى عَلَيْهِ سَعِيْدُ بْنُ الْعَاصِ فَقَالَ
لَهُ الْحُسَيْنُ لَوْلَا اَنَّهُ سُنَّةٌ لَمَا

ترکتک تسلی علیہ۔

(الکامل فی التاریخ لابن اثیر جلد ۳ صفحہ ۴۶۰

ذکر وفات الحسن بن علی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ امام حسین رضی اللہ عنہ نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اجازت طلب کی کہ امام حسن کو بعد از وصال روضۂ رسول میں دفنانے دیا جائے ام المومنین رضی اللہ عنہا نے اجازت دے دی۔ پھر جب حضرت امام حسن کا وصال ہوگیا تو احباب نے انہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دفنانے کا ارادہ کیا۔ حضرت سعید بن عاص نے کوئی اس بارے میں تعرض نہ کیا۔ حالانکہ وہ امیر مدینہ تھے یہ دیکھ کر مروان اٹھا۔ اس کے ساتھ بنی امیہ اور ان کے ساتھیوں کی ایک بہت بڑی جماعت بھی کھڑی ہوگئی۔ ان سب نے مل کر رکاوٹ ڈالی۔ اس کے بعد امام حسین رضی اللہ عنہ نے مقابلہ کرنے کی ٹھانی۔ لیکن انہیں بتلایا گیا کہ آپ کے بھائی بزرگوار نے یہ بھی وصیت کی تھی۔ کہ اگر فتنہ و فساد کا خطرہ ہو تو جنت البقیع میں دفن کر دینا اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ حالات خطرناک ہو رہے ہیں۔ ان حالات میں امام حسین رضی اللہ عنہ نے خاموشی اختیار فرمائی۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کا جنازہ حضرت سعید بن عاص نے پڑھایا۔ انہیں امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ اگر طریقہ مسنونہ یہ نہ ہوتا۔ کہ جنازہ کا امام حاکم وامیر وقت ہو، تو میں آپ کو ان کا جنازہ نہ پڑھانے دیتا۔

البدایہ والنہایہ۔

الا الحسن ... عائشة فی ذلک

فَاذِنَتْ لَهٗ فَلَمَّا مَاتَ لَبِسَ الْحُسَيْنُ السِّلَاحَ وَ سَلَّحَ بَنُوْ اُمَيَّةَ وَ قَالُوْا لَا نَدَعُهٗ يُدْفَنُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ (ص)، اَيُدْفَنُ عُثْمَانُ بِالْبَقِيْعِ وَ يُدْفَنُ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ فِي الْحُجْرَةِ فَلَمَّا خَافَ النَّاسُ وُقُوْعَ الْفِتْنَةِ اَشَارَ سَعْدُ بْنُ اَبِيْ وَقَّاصٍ وَ اَبُوْ هُرَيْرَةَ وَ جَابِرٌ وَ ابْنُ عُمَرَ عَلَى الْحُسَيْنِ اَنْ لَّا يُقَاتِلَ فَامْتَثَلَ وَ دَفَنَ اَخَاهُ قَرِيْبًا مِّنْ قَبْرِ اُمِّهٖ بِالْبَقِيْعِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

(البدایہ والنہایہ لابن کثیر جلد ۸ ص ۴۴
سنہ تسع واربعین مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنے واسطے بی روضہ رسول کے اندر دفنانے کی اجازت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مانگی۔ مائی صاحبہ نے اجازت دے دی۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا۔ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ہتھیار پہنے۔ ادھر بنو امیہ بھی مسلح ہو گئے اور کہنے لگے ہم امام حسن کو روضہ رسول میں ہرگز دفن نہیں کرنے دیں گے۔ کیا یہ انصاف ہے کہ عثمان غنی تو جنت البقیع میں مدفون ہوں اور حسن بن علی حجرہ مبارک میں

دفنائے جائیں گی۔ لوگوں نے جب فتنہ فساد کے آثار دیکھے۔ تو حضرت سعد بن ابی وقاص، ابو ہریرہ، جابر اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو اشارہ کیا کہ جھگڑا چھوڑ دو۔ امام حسین نے ان حضرات کی بات مان لی۔ ان کے بھائی امام حسن کو ان کی والدہ کے قریب جنت البقیع میں دفنایا گیا۔

تاریخ الخلفاء

فَلَمَّا مَاتَ اَتَى الْحُسَيْنُ اِلٰى اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا فَقَالَتْ نَعَمْ وَكَرَامَةً فَمَنَعَهُمْ مَرْوَانُ فَلَبِسَ الْحُسَيْنُ وَمَنْ مَعَهُ السِّلَاحَ حَتّٰى رَدَّهُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ ثُمَّ دُفِنَ بِالْبَقِيْعِ اِلٰى جَنْبِ اُمِّهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا۔

(تاریخ الخلفاء للسیوطی ص ۱۹۲ وفات الحسن بن علی۔ مطبوعہ مصر)

ترجمہ:۔ جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصال فرمایا تو ان کے بھائی حسین حضرت عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور روضہ رسول میں دفنانے کی اجازت طلب کی۔ ام المومنین نے برغبت و رضا اجازت مرحمت فرما دی۔ مروان نے امام حسین کے احباب کو وہاں دفنانے سے منع کیا۔ اس پر امام حسین

اور ان کے ساتھیوں نے ہتھیار اٹھائے تاکہ مقابلہ کیا جائے۔
لیکن حضرت ابوہریرہ وغیرہ رضی اللہ عنہ نے امام حسین کو سمجھایا
بجھایا۔ پھر انھیں امام حسن ان کی والدہ کے قریب جنت البقیع
میں دفنایا گیا۔

کتب اہل سنت کی عبارات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہوئے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امام حسین رضی اللہ عنہ کو برضاورغبت اس بات کی اجازت دے دی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول میں دفن کر سکتے ہیں بلکہ اس کو مبارک سمجھا۔

۲۔ مروان اور اس کے معاونین نے یہ گوارا نہ کیا۔ کہ عثمان غنی تو جنت البقیع میں مدفون ہوں۔ اور حسن بن علی روضہ رسول میں دفنائے جائیں۔

۳۔ امام حسن کی وصیت میں متبادل یہ وصیت بھی تھی۔ کہ بصورت فتنہ و فساد مجھے اپنی والدہ کے ساتھ جنت البقیع میں دفن کر دینا۔

۴۔ امام حسن رضی اللہ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت سعید بن العاص نے پڑھائی۔ اور یہ باجازت امام حسین ہوا۔ امام حسین نے اسی لیے اس موقع پر کہا۔ چونکہ حاکم وقت ارشاداتِ نبوی کے مطابق نماز کی امامت کا سب سے زیادہ حقدار ہوتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو میں تمہیں اپنے بھائی کی نماز جنازہ کی امامت نہ کرنے دیتا۔

امام حسن رضی اللہ عنہ کے جنازہ کے متعلق کتب شیعہ کی عبارات۔

الاخبار الطوال

ثُمَّ قَالَ ادْفِنُوْنِیْ مَعَ جَدِّیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاِنْ مُنِعْتُمْ فَالْبَقِیْعُ ثُمَّ تُوُفِّیَ فَمَنَعَ مَرْوَانُ اَنْ یُّدْفَنَ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَدُفِنَ فِی الْبَقِیْعِ۔

(الاخبار الطوال مصنفہ احمد بن داؤد الدنیوری ص۲۲۱ موت الحسن بن علی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: (پھر امام حسن رضی اللہ عنہ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا) مجھے اپنے نانا جان کے پہلو میں دفن کر دینا۔ پھر اگر تمہیں اس وصیت پر عمل کرنے سے روک دیا جائے۔ تو جنت البقیع میں دفن کر دینا۔ پھر جب امام حسن انتقال فرما گئے تو مروان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلو میں دفن کرنے سے منع کر دیا۔ لہذا انھیں جنت البقیع میں دفنایا گیا۔

روضۃ الصفاء۔

قولی آنکہ عائشہ بوصیت حسن رضا دادہ اما سعید ابن العاص کہ

والیٔ مدینہ بود و طائفہ از عثمانیہ بمع پیش آمدند صاحب مستقصی گوید
کہ درآں زماں حکومت مدینہ بمروان الحکم تعلق میداشت وا و
نگذاشت کہ امام حسن راپیش رسولِ خداوند دفن کنند وابوحنیفہ
دینوری نیز درتاریخ خویش ایں حرکتِ ناپسندیدہ را بہ مروان نسبت
کردہ است۔

(روضۃ الصفا جلد سوم ص۱۴۵ ذکر
وفات امام حسن۔ مطبوعہ لکھنؤ)

ترجمہ:۔ ایک قول کے مطابق حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امام
حسن رضی اللہ عنہ کی وصیت پر عمل کرنے کی اجازت دے دی۔ لیکن
مدینہ کے حاکم سعید بن العاص بمعہ بہت سے عثمانیوں کے آگے بڑھے
صاحب مستقصی کہتا ہے۔ کہ ان دنوں مدینہ کی حاکمیت۔ مروان بن
الحکم کے پاس تھی۔ اس نے یہ اجازت نہ دی۔ کہ امام حسن کو روضہ
رسول میں دفن کیا جائے۔ اور ابوحنیفہ دینوری نے بھی اپنی تاریخ
میں لکھا کہ یہ ناپسندیدہ حرکت مروان کی تھی۔

مقاتل الطالبین

اِنَّ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ اَرْسَلَ اِلٰی عَائِشَۃَ
اَنْ تَاْذَنَ لَہٗ اَنْ یُّدْفَنَ مَعَ النَّبِیِّ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ نَعَمْ
مَاکَانَ بَقِیَ اِلَّا مَوْضِعُ قَبْرٍ وَّاحِدٍ
فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذٰلِکَ بَنُوْ اُمَیَّۃَ اِسْتَمْلُوْا

بِالسِّلَاحِ هُمْ وَبَنُوْ هَاشِمٍ لِلْقِتَالِ وَقَالَتْ بَنُوْ اُمَيَّةَ وَاللّٰهِ لَا يُدْفَنُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَبَدًا فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْحَسَنَ فَاَرْسَلَ اِلٰى اَهْلِهٖ اَمَّا اِذَا كَانَ هٰذَا فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ اِدْفِنُوْنِيْ اِلٰى جَانِبِ اُمِّيْ فَاطِمَةَ فَدُفِنَ اِلٰى جَنْبِ اُمِّهٖ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(مقاتل الطالبین لابی الفرج الاصفہانی ص۵، تذکرہ حسن بن علی مطبوعہ بیروت)

ترجمہ:۔ امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس کسی کو بھیجا۔ تاکہ انہیں روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دفن کرنے کی اجازت عطا فرمائیں۔ تو انہوں نے یہ کہہ کر اجازت دے دی۔ کہ وہاں صرف ایک قبر کی جگہ باقی ہے۔ وہ تم انہیں دے دو۔ جب بنوامیہ کو اس کا علم ہوا۔ تو انہوں نے بنی ہاشم کے ساتھ دنگا فساد کی ٹھان لی اور ہتھیار اٹھائے۔ بنوامیہ نے کہا۔ خدا کی قسم ہم امام حسن کو کبھی بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ میں دفن نہیں ہونے دیں گے۔ جب یہ بات۔ امام حسن کو پہنچی تو انہوں نے ایک آدمی کو اپنے اقارب واحباب کی طرف بھیجا اور کہلا بھیجا۔ اگر معاملہ اس قدر پیچیدہ ہو گیا ہے تو مجھے وہاں نہ دفنائیں۔ بلکہ مجھے اپنی والدہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پہلو میں دفن کر دیں۔ لہٰذا انھیں

(جنت البقیع) والدہ کے قریب دفن کر دیا گیا۔

ابن حدید

قَالَ اَبُوْ الْفَرَجِ وَ قَدْ رَوٰی الزُّبَيْرُ بْنُ بَكَّارٍ اَنَّ الْحَسَنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَرْسَلَ اِلٰی عَائِشَةَ اَنْ تَاْذَنَ لَهٗ اَنْ يُّدْفَنَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَ اٰلِهٖ فَقَالَتْ نَعَمْ فَلَمَّا سَمِعَتْ بَنُوْ اُمَيَّةَ بِذٰلِكَ اِسْتَلْاَمُوْا فِي السِّلَاحِ وَ تَنَادُوْهُمْ وَ بَنُوْ هَاشِمٍ فِي الْقِتَالِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ الْحَسَنَ فَاَرْسَلَ اِلٰی بَنِيْ هَاشِمٍ اَمَّا اِذَا كَانَ هٰذَا فَلَا حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ اِدْفِنُوْنِيْ اِلٰی جَنْبِ اُمِّيْ فَدُفِنَ اِلٰی جَنْبِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ۔

(ابن حدید جلد چہارم ص۱۸ فی ذکر ماحدث بعد الصلح بین معاویہ والحسن مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: ابوالفرج نے کہا کہ زبیر بن بکار نے روایت کی ہے۔ کہ امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ہاں بھیجا۔ تاکہ وہ اجازت دیں کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے

ساتھ روضۂ انور میں دفن کیا جائے۔ تو جناب صدیقہ نے اجازت دے دی۔ جب بنو امیہ کو اس کا علم ہوا تو انھوں نے ہتھیار سنبھال لیے۔ ادھر بنی ہاشم بھی مقابلے کے لیے تیار ہو گئے۔ اس کا علم جب امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ہوا۔ تو انھوں نے کہلا بھیجا کہ اے بنی ہاشم! اگر معاملہ ایسا بن گیا ہے۔ تو مجھے میری والدہ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے۔ مجھے وہیں منظور ہے۔ لہٰذا انھیں ان کی وصیت کے مطابق جنت البقیع میں ان کی والدہ کے پہلو میں سپرد خاک کیا گیا۔

ابن حدید

قَالَ وَقَدَّمَ الْحُسَيْنُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لِلصَّلٰوةِ عَلَيْهِ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ وَهُوَ يَوْمَئِذٍ اَمِيْرُ الْمَدِيْنَةِ وَقَالَ تَقَدَّمْ فَلَوْلَا اَنَّهَا سُنَّةٌ لَمَا قَدَّمْتُكَ ۔

(ابن حدید شرح نہج البلاغہ جلد چہارم
ص۱۸ فی بعض مارئی الحسن مطبوعہ بیروت)

ترجمہ :۔ راوی کہتا ہے، کہ جب امام حسین رضی اللہ عنہ نے سعید بن عاص کو امام حسن کی نماز جنازہ کی امامت کرانے کے لیے آگے کیا۔ کیونکہ ان دنوں مدینہ کا امیر یہی تھا، تو فرمایا، چلو بھائی نماز پڑھاؤ۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنت قائم نہ کی ہوتی کہ نماز کی امامت امیر شہر کرائے گا تو میں تمھیں آگے نہ کرتا۔

الحاصل

اہلِ سُنت و جماعت کی کتب سے جو امور ثابت ہوئے بعینہٖ وہی امور اہلِ تشیع کی عبارات سے بھی ثابت ہیں۔ ان تمام عبارات میں یہ باتیں مشترکہ طور پر موجود ہیں۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے امام حسن رضی اللہ عنہ کو روضۂ رسول میں دفنانے کی اجازت دے دی تھی لیکن بنی اُمیہ نے مروان کی سرکردگی میں اس پر عمل درآمد نہ ہونے دیا۔ دونوں قسم کی کتب میں اس رکاوٹ کو مروان کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔

۲۔ اہلِ سُنت اور اہلِ تشیع کی کتب میں سے کسی میں بھی امام حسن رضی اللہ عنہ کو نہ دفنانے کی نسبت یا اس کا ذمہ دار حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو نہیں ٹھہرایا۔ لہٰذا امام حسن رضی اللہ عنہ جو روضۂ رسول میں دفنائے نہیں گئے۔ اس کا بار حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا پر ڈالنا قطعاً ناانصافی ہے۔

طعن کا دوسرا حصہ یہ تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے نعشِ امام حسن رضی اللہ عنہ پر تیر مارے تو اس بارے میں ہم معترض کے گھر کی گواہی پیش کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

ابنِ حدید:۔

قُلْتُ وَلَيْسَتْ فِيْ رِوَايَةِ يَحْيَى بْنِ الْحُسَيْنِ مَا يُؤْخَذُ عَلَى عَائِشَةَ لِاَنَّهُ لَمْ يُرْوَ اَنَّهَا اِسْتَنْفَرَتِ

النَّاسَ لَمَّا رَكِبَتِ الْبَغْلَ وَ اِنَّمَا
الْمُسْتَنْفِرُوْنَ هُمْ بَنُوْا اُمَيَّةَ وَ
يَجُوْزُ اَنْ تَكُوْنَ عَائِشَةُ رَكِبَتْ
لِتَسْكِيْنِ الْفِتْنَةِ لَا سِيَّمَا وَ قَدْ
رُوِيَ عَنْهَا اَنَّهُ لَمَّا طُلِبَ مِنْهَا
الدَّفْنُ قَالَتْ نَعَمْ فَهٰذِهِ الْحَالُ وَ
الْقِصَّةُ مَنْقَبَةٌ مِنْ مَنَاقِبِ عَائِشَةَ ۔

(ابنِ حدید شرح نہج البلاغہ جلد ۴ ص ۱۸
فی بعض مارثی بہ الحسن۔ مطبوعہ بیروت)

ترجمہ: میں کہتا ہوں۔ کہ یحییٰ بن حسین کی روایت میں قطعاً وہ بات نہیں۔ جو حضرت عائشہ پر بطور الزام لگائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس قسم کی کوئی روایت نہیں ملتی جس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں یہ آیا ہو کہ انھوں نے لوگوں کو بھگا دیا۔ حالانکہ بھگانے والے درحقیقت بنو اُمیّہ تھے (بالفرض) یہ معاملہ کی حضرت عائشہ خچر پر سوار کیوں ہوئیں؟ تو اس کا جواب ابنِ حدید یہ دیتا ہے) اور یہ بھی بات درست ہے۔ کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا خچر پر سوار ہونا صرف فتنہ و فساد کی آگ کے ٹھنڈا کرنے کی خاطر ہو۔ خاص کر جب یہ اُن سے روایت نظر آتی ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے امام حسن کے دفن کے مطالبہ کو مان لیا تھا۔ اور روضہ رسول میں جگہ دینے کی حامی بھر لی تھی تو یہ حال اور قصہ بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مناقب میں سے ایک منقبت ہے۔

ابن حدید شیعی نے اس مقام پر انصاف سے کام لے کر اس حقیقت کو واضح کر دیا۔ کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر یہ طعن کرنا کہ انھوں نے نعش حسن پر خچر دوڑایا۔ بالکل غلط اور محض الزام ہے۔ الزام کی بجائے یہ واقعہ تو ان کے فضائل و مناقب بیان کرتا ہے کہ دنیا و آخرت میں سے بہترین جگہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اندر خالی جگہ میں امام حسن کو دفنانے کی اجازت دے رہی ہیں۔ حالانکہ اگر چاہتیں تو اپنی خاطر انکار بھی کر سکتی تھیں۔ لیکن انھوں نے اجازت مرحمت فرما کر دُنیا کو دکھا دیا کہ ان کے دل میں عقیدت اور محبت اہل بیت کس قدر موجزن تھی۔ اگر کسی کے دل میں رائی بھر بھی ایمان ہو تو مذکور طعن کو وہ واقعی جھوٹ کا پلندہ ہی سمجھے گا۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار۔)